تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

# تقریر

## اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَلَمْ یُعْطَ نَبِیٌّ قَبْلِیْ (حضرت محمدؐ)

مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی

(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ( یونس:4)

یقیناً تمہارا ربّ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ ہر معاملہ کو تدبیر سے کرتا ہے۔ کوئی شفاعت کرنے والا نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔ یہ ہے اللہ تمہارا ربّ۔ پس اُسی کی عبادت کرو۔ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کروگے؟

بدر گاہِ ذی شانِ خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہ کونین عالی مقام
عَلَیکَ الصّلوٰۃُ عَلَیکَ السّلام

**معزز سامعین!** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ مجھے ایسی فضیلتیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں جو یہ ہیں:

اوّل: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ کہ مجھے ایک مہینے کی مسافت کے برابر رُعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

دوم: جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا فَاَیْنَمَا اَدْرَکَ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِی الصَّلٰوۃُ یُصَلِّی کہ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب والوں کو عبادت کرنے کے لئے اپنے عبادت خانے میں جانا پڑتا ہے۔

سوم: اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَلَمْ یُعْطَ نَبِیٌّ قَبْلِی کہ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔

چہارم: بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا رہا۔

(سنن نسائی کتاب الغسل و التیمم از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 33)

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق یہ تین امور مزید بیان ہوئے ہیں۔
پنجم: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔یعنی ایسے مختصر الفاظ جو کثیر معانی ہوتے ہیں۔
ششم: اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَاىِٕمُ کہ غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں۔
ہفتم: خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ کہ میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگائی گئی ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ
اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ

(مسند احمد بن حنبل 17295)

کہ مَیں لوحِ محفوظ میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین قرار پایا ہوں جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔
نیز بعض روایات میں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا کی فضیلتوں کا ذکر ملتا ہے۔

(متفق علیہ)

**سامعین!** مجھے آج اِن سات مراتب اور فضیلتوں میں سے تیسری فضیلت یعنی مجھے شفاعت کا شرف عطا کیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا پر روشنی ڈالنی ہے۔ شفاعت کے آسان لغوی معنی گناہوں کی معافی کی سفارش کرنے کے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی جو اجازت دی گئی تھی اُس کے پیشِ نظر آپؐ شفاعت کنندہ یا شفاعت گر کہلائے۔
شفاعت کا مضمون وسیع اور مبارک مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اہم مضمون کو دسیوں آیات میں مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے۔ سورۃ السجدہ آیت 5 میں فرمایا کہ اللہ کو چھوڑ کر نہ تمہارا دوست ہے اور نہ شفیع۔ پھر سورۃ یونس آیت 4 میں کسی کو شفاعت کے لئے اللہ کی اجازت ہونے کا مضمون بیان ہوا۔ اِن دونوں مقامات پر زمین و آسمان اور عرش کی تخلیق کے ذکر کے بعد شفاعت کا ذکر کر کے شفاعت کے مضمون کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ یونس میں بیان اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ
"وہ اللہ جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا اور ہر امر میں ایک عمدہ تدبیر اختیار فرمائی۔ کیا وہ اس فعل کو محض رائیگاں جانے دے گا؟ اس تدبیر کا منتہیٰ یہ ہے کہ ایک ایسا شفیع پیدا کیا جانے والا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو اللہ کے اذن کے ساتھ اپنی امت کے ہی مستحق بندوں کی شفاعت نہیں کرے گا بلکہ تمام گزشتہ اُمتوں میں سے نیک بندوں کے حق میں شفاعت کرے گا۔"

(تعارف سورۃ یونس از ترجمۃ القرآن صفحہ 331)

حضرت خلیفۃُ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے اور مندرجہ آیت اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران: 32) سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں۔ یہ شفاعت ہے۔ مجرموں کی جنبہ بازی کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔"

(تشحیذ الاذہان جلد 7 صفحہ 136)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

"(ایک) خصوصیت آپؐ کی یہ ہے کہ آپؐ کو شفاعت کا ارفع مقام عطا کیا گیا ہے۔ شفاعت کے لفظی معنی جوڑ کے ہیں اور اصطلاحی طور پر اس سے مراد عام دعا نہیں ہے بلکہ وہ مخصوص مقام مراد ہے جس میں ایک مقرب انسان اپنے دہرے تعلق کی بنا پر (یعنی ایک طرف خدا کا تعلق اور دوسری طرف بندوں کا تعلق) خدا کے حضور سفارش کرنے کا حق حاصل کرتا ہے اور اس سفارش کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے خدا! مَیں ایک طرف تیرے ساتھ اپنے خاص تعلق کا واسطہ دے کر اور دوسری طرف تیری مخلوق کے لئے (یا فلاں مخصوص فرد کے لئے) اپنے قلبی درد کو تیرے سامنے پیش کر کے تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ اپنے ان کمزور بندوں پر رحم فرما اور انہیں بخش دے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن لوگوں میں انتہائی گھبراہٹ اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گی تو اس وقت وہ تمام دوسری طرفوں سے مایوس ہو کر میرے پاس آئیں گے اور پھر مَیں خدا کے حضور ان کی شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 24-25)

اللہ سے شفاعت کے اذن اور حق پانے کا مضمون بھی بہت دلچسپ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر فرمایا ہے۔ جیسے شفاعت کا اختیار صرف اُسی کو ہے جس نے رحمٰن سے عہد لے رکھا ہے۔ (مریم:88)۔ اور حق کی گواہی دینے والوں کو شفاعت کا حق دیا گیا ہے (الزخرف:87) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے دائرہ کو وسعت دے کر قرآن اور فرشتوں تک پھیلایا گیا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ شفاعت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے خدائے رحمٰن کی اجازت کی ضرورت ہے گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کسی کے حق میں شفاعت کریں گے اور جس کے حق میں شفاعت کی جائے گی اسے بھی فائدہ اٹھانے کے لئے خدائے رحمٰن کی اجازت کی ضرورت ہو گی۔ (طٰہٰ:110)

**سامعین!** احادیث میں شفاعت کے حوالہ سے اَور بھی احادیث ملتی ہیں۔ جیسے ایک جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُمتیوں سے "حوض کوثر" پر ملاقات کا ذکر فرمایا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُمتیوں سے ملاقات کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مَیں تم سے پہلے حوض کوثر پہنچوں گا۔" یہاں "حوض کوثر" سے مراد ایک ایسا حوض ہے جو قیامت کے دن میدانِ حشر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گا۔ اس حوض کا پانی، دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا اور جو بھی اس میں سے پیے گا اُسے پیاس نہیں لگے گی۔ محدثین نے لکھا ہے اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنے اُمتیوں کے لئے شفاعت اور ملاقات کی خوشخبری ہے۔ قیامت کے روز جب لوگ پریشانی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حوض پر استقبال کریں گے اور ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر دیئے جانے کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں بھی مفسرین نے ان تمام خیر، بھلائی اور برکات میں سے ایک شفاعت کا دیا جانا بھی مراد لیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عطا فرمائی جو ایک خیر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے بہتوں کے لئے سفارش کی درخواست کریں گے جو اپنی ذات میں خیر، بھلائی اور برکت ہے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ہم سب فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے مطابق شکرانے کے طور پر نمازیں بھی پڑھیں اور قربانیاں بھی دیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذن ہو گا تب آپ شفاعت کریں گے۔

(سنن الدارمی کتاب الرقاق باب فی الشفاعۃ حدیث 2806)

اور پھر ایک روایت ہے۔ زیاد بن ابی زیاد جو بنی مقسوم کے غلام تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم مرد یا عورت سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خادم سے دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ایک روز اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میری ایک حاجت ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے؟ خادم نے عرض کی۔ میری حاجت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس بات کی طرف کس نے توجہ دلائی؟ خادم نے عرض کیا میرے ربّ نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیوں نہیں، پس تم سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 517 حدیث 16173)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کے روز لوگوں میں سے وہ کون خوش قسمت ہے جس کی آپ سفارش فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوہریرہ! مجھے یہی خیال تھا کہ تم سے پہلے یہ بات مجھ سے اور کوئی

نہیں پوچھے گا کیونکہ مَیں دیکھ چکاہوں جو حرص تمہیں حدیث کے متعلق ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت کے ذریعے لوگوں میں سے خوش قسمت وہ شخص ہو گا جس نے اپنے دل یا فرمایا اپنے نفس کے اخلاص سے یہ کہا۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب الحرص علی الحدیث حدیث 99)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے جو کہ وہ نبی مانگتا ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں اپنی اس خاص دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے قیامت تک بچا کر رکھوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ اخْتِبَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةَ الشَّفَاعَةِ لِأُمَّتِهٖ حدیث 487)

**سامعین!** یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نبی کو شفاعت کا مقام ملا یا نجات دہندہ قرار پایا۔ عیسائی دنیا اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے لئے نجات دہندہ سمجھتی ہے وہ اسے باپ بھی سمجھتی ہے، بیٹا بھی اور روح القدس بھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

”دوسرے مذاہب والے جتنا بھی چاہیں یہ کہتے پھریں کہ ہمارے مذہب میں نجات ہے اور خاص طور پر عیسائیت کا یہ دعویٰ ہے کہ مسیح نے صلیبی موت سے ہمارے لئے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اب مسیح ہی ہمارے لئے راہ نجات ہے اور پھر اس لئے بھی کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور اس کے ماننے والے ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو اس وجہ سے وہ بلکہ عیسائیت میں جو سینٹس (Saints) کہلاتے ہیں وہ بھی شفاعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں سابقہ پوپ جان پال دی سیکنڈ جو تھے۔ ان کے بارہ میں بھی عیسائی دنیا میں کہا گیا کہ اس کے بعض معجزات کی وجہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اُسے بھی شفاعت کا مقام مل گیا ہے۔ کیونکہ ایک خاص مقام پر وہ فائز ہو گیا ہے۔ اس کو ایسا قرب مل گیا ہے جہاں وہ شفاعت کر سکتا ہے اور وہاں جنت میں بیٹھ کر وہ یہ کام کر سکتے ہیں۔ بہر حال یہ تو ان کے نظریات ہیں۔ ان کی جو غلط تعلیم ہے اس کے مطابق وہ کرتے ہیں۔ جو وہ سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ ان کی تعلیم ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مکمل طور پر خلاف چلتے ہوئے شرک پر بنیاد کر رہی ہے۔ لیکن اس تعلیم کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں عیسائیت کے ان غلط نظریات کے بارہ میں بتایا۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”سو یاد رکھو کہ خدائی کے دعویٰ کی حضرت مسیحؑ پر سراسر تہمت ہے۔ انہوں نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جو کچھ اُنہوں نے اپنی نسبت فرمایا ہے وہ الفاظ شفاعت کی حد سے بڑھتے نہیں۔ سو نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پاگئے اور مَیں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں اور میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دُکھوں سے رہائی پاگئے اور یہ خبریں اُن کو پہلے سے دی گئی تھیں اور مسیحؑ کا اپنی امت کی نجات کے لئے مصلوب ہونا اور اُمت کا گناہ اُن پر ڈالے جانا ایک ایسا مہمل عقیدہ ہے جو عقل سے ہزاروں کوس دور ہے۔ خدا کی صفاتِ عدل اور انصاف سے یہ بہت بعید ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی دوسرے کو دی جائے۔ غرض یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے۔“

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 236)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”حقیقی اور سچّی بات یہ ہے...... کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ سے تعلق کامل ہو تا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہو تا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچاوے۔ جب تک یہ دونوں تعلق شدید نہ ہوں شفیع نہیں ہو سکتا۔

پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابلِ غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دیکھے جائیں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا اور ساری بحثیں فرضی ہیں۔ مسیح کے نمونہ کو دیکھ لو کہ چند حواریوں کو بھی درست نہ کر سکے۔ ہمیشہ اُن کو سُست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی رو سے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انہوں نے عذابِ الیم سے چھڑایا اور گناہ کی زندگی سے اُن کو نکالا کہ عالَم ہی پلٹ دیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی شفاعت سے بھی فائدہ پہنچا...ہاں سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپؐ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ بھیج دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 159-160)“

(خطبہ جمعہ 6 مئی 2011ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شفاعت کا صحیح اسلامی نظریہ کیا ہے؟ ایک مسلمان کے نزدیک شفاعت کیا ہے؟ اور کیا ہونی چاہئے؟ قرآنِ شریف میں اس بارہ میں کئی آیات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں بہت جگہ پر مختلف آیات کے حوالے سے کھول کر یہ بیان فرمایا ہے کہ شفاعت کی حقیقت کیا ہے؟... ابھی جو مَیں نے آیت تلاوت کی ہے، یہ آیۃ الکرسی کہلاتی ہے... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے، نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اُس کے اِذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے... پھر اس آیت (الکرسی) میں شفاعت کے پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ گو شفاعت کا مسئلہ صحیح ہے۔ شفاعت ہوتی ہے... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بِاِذْنِہٖ۔ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے شفاعت ہو سکتی ہے۔ آج مسلمانوں میں بھی کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ بیشک اسلام خدا تعالیٰ کا آخری اور مکمل دین ہے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ اُس پر پورا عمل کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کا اِذن ہے۔ جنہوں نے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں مانا وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ویسے ہی باہر نکل رہے ہیں۔ جو احمدی ہیں، کتنے بھی بڑے بزرگ ہوں، اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو لیکن کوئی شفاعت کے اِذن کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔''

(خطبہ جمعہ 6 مئی 2011ء)

**سامعین!** حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے ایک دفعہ شدید بیمار ہو گئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کے لئے جب صحت کی دعا کی تو یہی جواب ملا کہ صحت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا کہ دعا نہیں تو مَیں شفاعت کرتا ہوں۔ اُس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ تم کون ہوتے ہو بغیر اِذن کے شفاعت کرنے والے؟۔ کہتے ہیں اس بات پر مَیں کانپ کر رہ گیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ حالت دیکھی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی فرمایا کہ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَاز۔ کہ تجھے اس شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے اور پھر انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے وہ بیٹے بڑا لمبا عرصہ زندہ رہے۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 229)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن میں شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''قرآنِ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ ترجمہ: کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں یعنی اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔''

(عصمت انبیاء علیہم السلام، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 680)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ شفاعت کوئی چیز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے اور اس پر یہ نص صریح ہے وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ: 103)۔ یہ شفاعت کا فلسفہ ہے۔ یعنی جو گناہوں میں نفسانیت کا جوش ہے وہ ٹھنڈا پڑ جاوے۔ شفاعت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ گناہوں کی زندگی پر ایک موت وارد

ہو جاتی ہے اور نفسانی جوشوں اور جذبات میں ایک برودت آ جاتی ہے۔ جس سے گناہوں کا صدور بند ہو کر اُن کے بالمقابل نیکیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پس شفاعت کے مسئلہ نے اعمال کو بیکار نہیں کیا بلکہ اعمالِ حسنہ کی تحریک کی ہے۔ شفاعت کے مسئلہ کے فلسفہ کو نہ سمجھ کر احمقوں نے اعتراض کیا ہے اور شفاعت اور کفّارہ کو ایک قرار دیا۔ حالانکہ یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔ کفّارہ اعمالِ حسنہ سے مستغنی کرتا ہے اور شفاعت اعمالِ حسنہ کی تحریک (کرتی ہے)۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 701)

آپؑ نے فرمایا کہ:

"دعا اُسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔ پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اُس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 172)

**سامعین!** تقریر کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفاعت کے تعلق سے بعض دعائیں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ رَبِّ اجْزِ مِنَّا هٰذَا الرَّسُوْلَ الْكَرِيْمَ خَيْرَ مَا تَجْزِيْ اَحَدًا مِنَ الْوَرٰى۔ وَتَوَفَّنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَاحْشُرْنَا فِيْ اُمَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ عَيْنِهٖ وَاجْعَلْهَا لَنَا السُّقْيَا وَاجْعَلْهُ لَنَا الشَّفِيْعَ الْمُشَفَّعَ فِي الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى۔ رَبِّ فَتَقَبَّلْ مِنَّا هٰذَا الدُّعَاءَ وَاٰوِنَا فِيْ هٰذَا الذُّرٰى۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 365-366)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس معزز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرما جو مخلوق میں سے کسی کو دی جا سکتی ہے اور ہم کو اس کے گروہ میں سے ہوتے ہوئے وفات دے اور ہم کو اس کی امت میں سے ہوتے ہوئے قیامت کے دن اُٹھا اور ہم کو اس کے چشمے سے پلا۔ اور اس چشمے کو ہمارے لئے سیرابی کا ذریعہ بنا دے اور اُسے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور جس کی شفاعت قبول کی جائے، بنادے۔ اے ہمارے رب! ہماری یہ دعا قبول فرما اور ہم کو اس پناہ گاہ میں جگہ دے۔

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى ذٰلِكَ الشَّفِيْعِ الْمُشَفَّعِ الْمُنَجِّيْ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 5)

اے اللہ! پس تو فضل اور سلامتی نازل فرما اس شفاعت کرنے والے پر، جس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے اور جو نوعِ انسان کا نجات دہندہ ہے۔ اور نوعِ انسان کا نجات دہندہ اب صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

"رَبِّ يَا رَبِّ اِسْمَعْ دُعَائِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَتَضَرُّعِيْ فِيْ اِخْوَتِيْ۔ اِنِّيْ اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَشَفِيْعٍ وَمُشَفَّعٍ لِلْمُذْنِبِيْنَ۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 22)

اے میرے ربّ! تو میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری تضرعات کو سن۔ میں تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کی مقبول شفاعت کرنے والے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو۔ سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیع ہونا اجلیٰ بدیہیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپؐ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا ایسے موحّد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا

کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیونکر اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست شہادت کیا ہوگی کہ ہم اس جناب کے واسطے سے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پاسکتے۔"

(عصمتِ انبیاء، روحانی خزائن جلد18 صفحہ 699-700)

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)